2۔ نعت

ماہر القادری (۱۹۰۶ء۔ ۱۹۷۸ء)

تعارف: اصل نام منظور حسین اور ماہر تخلص کرتے تھے۔ سلسلہ قادریہ سے نسبت تھی۔ آنحضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس طرح نعت بیان کرتے ہیں کہ الفاظ جیسے باوضو ہو کر آتے ہیں اور خلوص دل سے جہاں جس لفظ کا حق ہے، وہیں پرائے موتیوں کی لڑی میں پرودیتے ہیں۔ اس لیے نعت میں ایک منفرد مقام رکھتے ہیں۔ ''ذکر جمیل'' اور ''نغمات ماہر'' قابل قدر تصانیف ہیں۔ ۱۹۷۸ء میں مکہ مکرمہ میں ایک مشاعرے کے دوران وفات پائی اور وہیں آسودۂ خاک ہوئے۔

خلاصہ: (گوجرانوالہ 2007,12، ملتان 2010، لاہور 2011، سرگودھا 13)

ماہر القادری حضور اکرم ﷺ سے عقیدت مندی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ ﷺ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک ہمارے دین و ایمان کا حصہ ہے اور آپ ﷺ سے بغاوت کرنے والا خدا کا بھی باغی ہے۔ آپ ﷺ صادق اور امین ہیں۔ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔ آپ ﷺ کا اسم مبارک اذان اور تکبیر کا لازمی حصہ ہے۔ آپ ﷺ نے دین کی خاطر تکالیف سہیں اور اپنی امت کی خاطر فاقے برداشت کیے۔ آپ ﷺ نے انسان کو تہذیب و تمدن کی دولت سے مالا مال کیا۔ آپ ﷺ سراپا رحمت و مروت ہیں۔

اشعار کی تشریح

(1)

تو مقصدِ تخلیق ہے، تو حاصلِ ایماں
جو تجھ سے گریزاں، وہ ہے خدا سے گریزاں

(ملتان، ڈیرہ غازی خان 08 ملتان 06)

حل لغت: مقصدِ تخلیق: پیدا کیے جانے کا مقصد، کائنات کی تخلیق کا مقصد — حاصلِ ایمان: ایمان کا نچوڑ یا نتیجہ — گریزاں: بھاگنے والا/دور رہنے والا

مفہوم: اے نبی برحق ﷺ! آپ ﷺ کائنات کی تخلیق کی وجہ ہیں۔ آپ ﷺ ہمارے ایمان کا لازمی حصہ ہیں۔ جو آپ ﷺ سے دور ہوا گویا خدا سے دور ہوا۔

تشریح:

سخن وری کے میدان کا ایک معروف نام جنھیں دربار رسالت میں ایک خاص شان اور مقبولیت حاصل ہے۔ زمانہ انھیں ماہر القادری کے نام سے جانتا ہے۔ یہی ماہر القادری الفاظ کو مالاؤں میں پرو کر نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ قبولیت میں پیش کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ کائنات کی ہر چیز آپ ﷺ کی خاطر پیدا کی گئی ہے۔ کائنات کی ہر شے کو آپ ﷺ ہی کے دم سے ثبات ہے۔ دنیا کی تمام چیزوں کو آپ ﷺ کی وجہ سے دوام حاصل ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے:

لولاک لما خلقت الافلاک ولولاک لما اظہرت الربوبیة

''اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اور اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو میں اپنی ربوبیت کو ظاہر نہ کرتا۔''

چناں چہ کائنات کی تمام آرائشی و پیراستگی اللہ تعالیٰ نے صرف حضور ﷺ کے لیے کی ہے۔ بقول شاعر:

اس بزم ہست و بود کا حاصل حضورؐ ہیں
یہ کائنات جسم ہے اور دل حضورؐ ہیں

درحقیقت کائنات کی تخلیق کے پس منظر میں دو اظہار کارفرما تھے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ مخلوق میں اپنا اظہار کرے اور دوسرا اصل مقصد حضور ﷺ کی جلوہ فرمائی بھی تھا۔ ورنہ کائنات کی حیثیت ہی کیا ہے۔ کائنات تو گویا ان دو مقاصد کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ایک بہانے کے طور پر استعمال ہوئی۔ بقول شاعر:

ظہور آپ کا ہونا تھا اصل میں طارق
یہ کائنات کا ہونا تو اک بہانہ ہے

مزید برآں کائنات کی تمام نعمتیں سورج، چاند، ستارے، سیارے، ساتوں آسمان، خشکی، تری، اشجار وگل غرض یہ کہ ان گنت لامحدود اشیا حضورؐ کی ذات کے لیے پیدا کی گئیں اور آپ ہی کی وجہ سے کائنات کی ابتدا سے آج تک ہم ان سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور تا قیامت اٹھاتے رہیں گے۔

شاعر مزید کہتا ہے کہ آپ ﷺ وجہ تکمیل ایمان ہیں۔ آپ ﷺ کے بغیر ہمارا ایمان نامکمل ہے۔ بحیثیت مسلمان حضور ﷺ کو قلبی ولسانی طور پر نبی ﷺ تسلیم کیے بغیر ہم مسلمان نہیں ہو سکتے اور کلمہ طیبہ کا دوسرا حصہ ''محمد رسول اللہ'' بھی اسی امر کا اظہار ہے۔ آپ ﷺ پر درود وسلام کے بغیر نماز نہیں ہو سکتی گویا:

کامل نہیں کسی کا بھی ایماں ترے بغیر
ہے رحمت خدا بھی گریزاں ترے بغیر

دوسرے مصرعے میں شاعر کہتا ہے کہ اے نبی ﷺ! جو بدقسمت آپ ﷺ سے دور ہوا گویا وہ خدا سے دور ہوا۔ جو آپ ﷺ کی تعلیمات سے روگردانی کرتا ہے وہ اللہ کے احکامات سے دور بھاگتا ہے۔ آپ ﷺ کی اطاعت اللہ کی اطاعت اور آپ ﷺ کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے:

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ترجمہ: **جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی گویا اس نے اللہ کی اطاعت کی"**

جو آپ ﷺ کا محب نہیں ہے وہ خدا کا محب نہیں ہو سکتا۔ جو آپ ﷺ کی ذات کا انکار کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا انکار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تو عیسائی بھی مانتے ہیں لیکن حضور ﷺ کی ذات برحق کے منکر ہیں لہٰذا قرآن نے انھیں کافر قرار دیا۔ یہودی بھی اللہ کو مانتے ہیں لیکن آپ ﷺ کے منکر ہیں تو اللہ کے غضب کا شکار ہیں اور رہیں گے۔ جس دل میں محمد عربی ﷺ کی محبت نہیں وہ دل نہیں۔ بلکہ گوشت کا ایک زندہ مگر مردہ لوتھڑا ہے۔ بقول شاعر:

جس دل میں نہ ہو الفتِ سلطان مدینہ
کافر ہے وہ بدبخت جو اس دل کو کہے دل

الغرض اگر آپ ﷺ نہ ہوتے تو کائنات کی تمام اشیا بھی نہ ہوتیں۔

(2) کردار کا یہ حال، صداقت ہی صداقت　　اخلاق کا یہ رنگ کہ قرآں ہی قرآں

حل لغت: کردار: شخصیت، سیرت　صداقت: سچائی　رنگ: صورت، شکل

مفہوم: آپ ﷺ کا کردار سراپا صداقت اور اخلاق قرآن کریم کا عملی نمونہ تھا۔

تشریح:

زیر تشریح شعر میں شاعر نے آپ ﷺ کے دو اہم اوصاف کے بارے میں بتایا ہے۔ اس سے قبل بہتر ہوگا کہ عرب کے معاشرے کی حالت بعثت نبوی ﷺ سے قبل کا جائزہ لے لیا جائے۔ آپ ﷺ کی آمد سے قبل کا عرب معاشرہ جہالت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوبا ہوا تھا۔ عرب کے لوگوں میں ہر طرح کی برائی موجود تھی۔ شرابی بھی اور بدکار بھی، ظالم بھی اور سنگ دل بھی تھے۔ مرد خانہ کعبہ کا ننگے ہو کر طواف کرتے۔ بیٹیوں کو زندہ درگور کیا جاتا۔ غلاموں کے ساتھ وہ ناروا سلوک برتا جاتا کہ سن کر انسان کے

رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جانوروں کی سی بے زبان مخلوق بھی اِن ظالموں کے ظلم سے محفوظ نہ تھی۔ لیکن آپ ﷺ نے اس مجرب مقولے کو کہ "معاشرے کا انسان پر لازمی اثر ہوتا ہے" کو بالکل غلط ثابت کر دیا۔ آپ ﷺ بعثت نبوت سے قبل بھی پوری دنیا کے سب سے پارسا اور پاک باز تھے۔ عرب کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ محمد عربی ﷺ وہ واحد ہستی ہیں کہ جن کے دہن سے کبھی جھوٹ نہیں نکلا۔ بعثت سے قبل بھی لوگ آپ کو صادق اور امین کہہ کر پکارتے تھے۔ کفارِ عرب نے بھی واشگاف الفاظ میں یہ اعتراف کیا کہ وہ محمد بن عبداللہ پر ایمان رکھتے ہیں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان نہیں رکھتے۔ آپ ﷺ کے سب سے بڑے جانی دشمن ابوجہل نے بھی کہا "محمد ﷺ جھوٹے نہیں ہیں"۔ بقول شاعر:

وہ بچپن سے صداقت اور امانت کے پیمبر ہیں
عرب کے کافروں نے بھی کیا یہ اعتراف انجم

ہرقل قیصر روم کو حضور ﷺ نے دعوتِ اسلام بھیجی تو اُس نے کہا کہ کسی عربی تاجر کو دربار میں لایا جائے تاکہ اُس سے معلوم ہو کہ یہ شخص جو نبوت کا دعویٰ کرتا ہے کیسے اخلاق و کردار کا مالک ہے۔ اتفاقاً ابوسفیان کو لوگ قیصر روم کے دربار میں لے گئے (ابوسفیان نے ابھی تک اسلام قبول نہ کیا تھا) قیصر نے حضور ﷺ کے متعلق پوچھا تو ابوسفیان جھوٹ نہ بول سکا اور کہنے لگا کہ "حضور ﷺ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا، اگرچہ میں اُن کا مخالف ہوں لیکن پوری دنیا میں ان جیسا راست باز اور امانت دار شخص نہیں مل سکتا"۔ یہ سن کر ہرقل نے بھی اعتراف کیا۔ کہنے لگا "اگر واقعی ایسا ہے تو خدا کی قسم یہ وہی نبی ہے جس کی بشارت ہمیں حضرت عیسیٰؑ نے دی۔"
کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے کہ:

لبِ صادق سے اُن کے جو سخن تقریر ہو جائے
کبھی قرآن بن جائے کبھی تفسیر ہو جائے

دوسرے مصرعے میں شاعر نے آپ ﷺ کے اخلاق کی بات کی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ سے کسی نے آپ ﷺ کے اخلاق کے متعلق دریافت کیا تو حضرت عائشہ نے فرمایا "کان خلقہ القرآن" کہ آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو تھا۔ حضور ﷺ خود عملی قرآن تھے۔ بقول شاعر:

آپ کا قول و عمل تفسیر ہے قرآن کی
اتباعِ مصطفیٰؐ معراج ہے انسان کی

آپ ﷺ کے اخلاق کے متعلق خود ارشادِ ربانی ہے:

وانک لعلی خلق عظیم

ترجمہ: بے شک آپ عظیم اخلاق کے مالک ہیں

آپ ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے:

انما بعثت لاتمم مکارم الاخلاق
مجھے بہترین اخلاق کی تکمیل کے لیے بھیجا گیا ہے

آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق سے بنی نوع انسان کا ہر طبقہ متاثر تھا۔ غیر مسلموں کے ساتھ اخلاق دیکھنا ہو تو خیبر کا صلح نامہ دیکھ لیا جائے یا فتح مکہ کا نظارہ کیا جائے۔ یتیموں سے اخلاق دیکھنا ہو تو دُرِ یتیم کا وہ اسوۂ حسنہ دیکھا جائے جب ایک بلکتے یتیم کو عید کے روز ہاتھ تھامے گھر لا رہے ہیں۔ مسکینوں غریبوں سے اس قدر سخاوت کرتے کہ ان لوگوں کو اپنی غربت کا احساس نہ رہتا۔ کوئی سائل خالی ہاتھ نہ لوٹتا۔ عورتوں سے حسنِ سلوک کا معاملہ ہو تو اُس بڑھیا کے بار کو اٹھانے والے کو دیکھیے جو محمد عربی ﷺ سے بھاگ رہی ہے۔ آپ ﷺ کا جانوروں سے سلوک بھی مثالی تھا۔ الغرض آپ ﷺ قرآن کا بہترین عملی مجسمہ تھے۔

صدق و صفا کا پیکرِ پُرنور آ گیا
لے کر حیاتِ تازہ کا منشور آ گیا

(3) کیا نام ہے، شامل ہے جو تکبیر و اذاں میں
اس نام کی عظمت کے ہیں قربان، دل و جاں
(بہاول پور 12، 07، ملتان، ڈیرہ غازی خان 08، ملتان 06)

حل لغت:
تکبیر: اللہ کی بڑائی بیان کرنا، نماز کا بلاوا
عظمت: بلندی، بڑائی

مفہوم:
آپ ﷺ کے نام کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ یہ نام تکبیر و اذاں کا لازمی جزو ہے۔ میرے دل و جان اس نام کی بلندی پر نثار ہوں۔

تشریح:
زیرِ تشریح شعر میں شاعر نے حضرت محمد ﷺ کی عظمت و سربلندی کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ تکبیر و اذاں میں آپ ﷺ کا اسم مبارک شامل ہے۔ آپ ﷺ کے نام کی سربلندی اور عظمت کے متعلق ارشادِ ربانی ہے:

ورفعنا لک ذکرک۔ (القرآن) ترجمہ **بے شک ہم نے آپ کا ذکر بلند کر دیا۔**

اللہ تعالیٰ اور فرشتے بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ جس نام گرامی کو خدائے قادرِ مطلق نے بلند کرنے کا اعلان کر دیا۔ دنیا کی کونسی طاقت اُس کی راہ میں روڑے اٹکا سکتی ہے۔ لہٰذا حضور ؐ کا نام نہ صرف بعثتِ نبوی کے بعد دنیا میں پھیلا بلکہ حضرت آدمؑ سے بھی پہلے اس نام اقدس اور ذاتِ اقدس کا افلاک و ملائک میں چرچا تھا۔ حضرت آدمؑ نے یہ نام مبارک جنت میں دیکھا اور پھر مختلف انبیا اس عظیم ہستی کے اسم مبارک کے متعلق نوید دیتے چلے آئے۔ الغرض شروع سے ہی خدا کے نام کے ساتھ اُن کا نام موجود تھا۔ بقول شاعر:

؎ وہ ہیں بے شک بشر، لیکن تشہد میں اذانوں میں جہاں دیکھو خدا کے نام کے بعد اُن کا نام آئے

شاعر مزید کہتا ہے کہ تکبیر و اذاں میں یہ نام شامل ہے۔ او۔ آئی۔ سی (OIC) کے اٹھاون ممبر مسلم ممالک میں علی الاعلان کسی نہ کسی وقت اذان کی صدا گونجتی رہتی ہے اور پھر غیر مسلم ممالک میں بھی یہی کیفیت ہے۔ اس طرح ہر وقت دنیا کے کسی نہ کسی کونے پر اللہ کے نام کے ساتھ آپ کے نام کا بھی ڈنکا بجتا رہتا ہے اور ''ورفعنا لک ذکرک'' کا ارشادِ ربانی حرفاً حرفاً سچ ثابت ہو رہا ہے۔ صرف تکبیر و اذاں ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کا نام کلمہ طیبہ کا بھی لازمی جزو ہے اور نماز پنجگانہ کا بھی لازمی حصہ ہے۔ الغرض ہر جگہ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ آپ ﷺ کا نام بھی موجود ہے۔ چاہے تکبیر ہو، اذان ہو کہ نماز۔ بقول شاعر:

؎ ہو صورتِ نماز یا پھر ہو اذاں کا رنگ دونوں میں جلوہ ریز ہے تیرا ہی آب و رنگ

آپ کا اسم مبارک اس قدر عظمت کا حامل ہے کہ ہمہ وقت کائنات کو معمور کر رہا ہے۔ کائنات کی بے کیف فضا آپ ﷺ کے اسم مبارک سے معطر ہو رہی ہے۔ بقول شاعر:

؎ تو حسن ہے فیضان ہے خوشبو ہے ضیا ہے معمور تیرے ذکر سے عالم کی فضا ہے

تاریخ شاہد ہے کہ حضور ﷺ کا نام اس قدر عظمت کا حامل ہے کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان اس کی عظمت پر دل و جان قربان کر دیتے تھے۔ بقول اعلیٰ حضرتؒ:

؎ حسنِ یوسفؑ پہ کٹیں مصر میں انگشتِ زناں سر کٹاتے ہیں ترے نام پہ مردانِ عرب

یہ اس نام کی عظمت کی تاثیر تھی کہ عربی شہسوار ہنستے ہوئے گلے کٹواتے تھے۔ اور پھر اس پُرعظمت نام نے انھیں دنیا و آخرت دونوں میں عظمت بھی دلوائی۔ شاعر کی بھی یہی آرزو ہے کہ وہ اس عظمت کے حامل نام پر دل و جان قربان کر دے کیوں کہ اس کے بغیر کسی مومن کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا۔ بقول شاعر:

؎ نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ یثرب کی عزت پر خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

(4) اشکوں سے ترے، دین کی کھیتی ہوئی سیراب فاقوں نے ترے، دہر کو بخشا سروساماں

(ڈیرہ غازی خان 2006ء)

حل لغت: اشک: آنسو فاقہ: بھوکا رہنا دہر: زمانہ سروسامان: سازوسامان

مفہوم: آپ ﷺ نے دین کی خاطر ہزاروں تکالیف برداشت کیں لیکن دین کی تکمیل کر دی۔ خود فاقے اٹھائے جب کہ زمانے کو خزانے عطا فرمائے۔

تشریح:

کسی بھی نئے عقیدے یا دین کی تبلیغ قطعی طور پر آسان نہیں ہوتی اور وہ بھی خاص طور پر کسی بگڑی ہوئی اور گمراہ قوم کو راہِ راست پر لانا نہ صرف مشکل ہوتا ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تقریباً ناممکن ہوتا ہے اور نئے دین کے مبلغ پر غم والم کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔ عرب کا زمانۂ جاہلیت جس میں حضور ﷺ مبعوث ہوئے کائنات کی بدترین بستی تھا۔ یہ ایسی جاہل، اجڈ اور وحشی قوم تھی جو کہ تہذیب وتمدن سے بے بہرہ تھی۔ سلیقہ وشعور اِن میں مفقود تھا۔ تہذیبی، تمدنی، انسانی، معاشرتی اور اخلاقی قدریں پامال ہو چکی تھیں۔ الغرض قومِ عرب کی کشتی عین گرداب میں ہچکولے کھا رہی تھی۔ یہ حالت دیکھ کر حضور ﷺ کو نہایت رنج وغم ہوتا۔ قوم کی یہ حالت دیکھ کر آپ اشک بار ہو جاتے تھے۔

آپ ﷺ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور حالتِ مراقبہ میں رہتے اور خدا سے گڑگڑا کر دعائیں مانگتے تھے۔ المختصر اللہ نے آپ ﷺ کو قوم کی اصلاح کی ذمہ داری عطا کی۔ آپ ﷺ نے قریش کو دامنِ کوہ میں جمع کر کے دعوتِ حق دی تو پھر کیا تھا دشمنی اور ظلم وستم کا طوفان اُمڈ آیا۔ اپنے اور بیگانے جانی دشمنوں میں تبدیل ہو گئے۔ آپ ﷺ کی راہ میں کانٹے بچھائے گئے۔ شعب ابی طالب جس کا سن کر ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپ ﷺ کو مع خاندان تین برس تک محصور کر دیا گیا۔ سجدہ کی حالت میں اونٹ کی اوجھڑی آپ ﷺ کے کندھوں پر رکھ دی جاتی۔ طائف میں گمراہوں کو صراطِ مستقیم پر لانے کے لیے گیے تو آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا گیا۔ لیکن آپ ﷺ کے لبوں سے دعا نکل رہی ہے کہ:

"اے اللہ اِن لوگوں کو ہدایت عطا کرنا! یہ مجھے نہیں پہچانتے کہ میں ان کا خیر خواہ ہوں"

اور بقول ایوب اختر:

کھا کے پتھر بھی دے دشمنوں کو دعا
کب کسی میں ہے یہ حوصلہ آپ ﷺ سا

احد میں دندان اقدس شہید ہوئے لیکن امت کو سلامتی کا پیامِ لافانی عطا فرما گئے۔ بقولِ شاعر:

وہ کانٹوں میں رہے اور گل کھلانے کے لیے آئے
فضا پر ابرِ رحمت بن کے چھانے کے لیے آئے

الغرض آپ ﷺ کی ان تکالیف کے عوض اسلام اتنا پھیلا کہ چشمِ فلک نے دیکھا کہ وہ جس کا ساتھ دینے کے لیے کوئی تیار نہ تھا، آج اُس لازوال اور ابد تک رہنے والے پیغمبر ﷺ سے دنیا کی اِک اِک شے مستفید ہو رہی ہے۔ بقول شاعر:

رہے اس سے محروم آبی نہ خاکی
ہری ہو گئی ساری کھیتی خدا کی

دوسرے مصرعے میں شاعر بیان کرتا ہے کہ پہلے مسلمان تہی دست تھے۔ بنیادی ضروریاتِ زندگی ان کے پاس نہ تھیں۔ غزوۂ بدر کا بھی عجب سماں تھا کہ 313 مجاہدین مع چند تلواروں کے جنگ لڑنے کے لیے جا رہے ہیں۔ فقر کا یہ حال ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ کے بقول گھر میں کئی کئی روز تک چولہا نہیں جلتا تھا۔ سادگی کا یہ عالم کہ گھر میں کھجور کے سخت پتوں ہی پر لیٹ جاتے تھے۔

غزوۂ خندق کا واقعہ ہے کہ ایک صحابی حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کچھ کھانے کو عطا کیجئے

پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے دامن مبارک اوپر اٹھایا تو صحابیؓ یہ دیکھ کر متعجب ہُوا کہ آپ ﷺ کے مقدس پیٹ پر دو پتھر بندھے ہیں۔

لیکن دنیا نے دیکھا کہ شب و روز فاقہ کرنے والے ان سخت کوش عربوں نے ایران اور روم کے ہزار سالہ سطوت کے محلات کو کھنڈروں میں تبدیل کر کے اِن پر مساوات اور انصاف کے قصر استوار کر دیے۔ گویا جہان اور اس میں موجود تمام اشیا آپ ﷺ کی وجہ سے تخلیق ہوئیں لیکن حالت یہ ہے کہ جہاں سے آپ ﷺ نے کچھ حاصل نہ کیا۔ بقولِ احمد ندیم قاسمی:

اے مرے شاہ شرق و غرب! نان جویں غذا تیری
اے میرے بوریا نشیں! سارا جہاں گدا تیرا

(5) انسان کو شائستہ و خوددار بنایا
تہذیب و تمدن، تیرے شرمندۂ احساں

(بہاول پور 2007,12ء ڈیرہ غازی خان 2006)

حل لغت: شائستہ: مہذب، باسلیقہ
خوددار: اپنی عزت کا خیال رکھنے والا، اپنی عزت نفس کا مالک
تہذیب و تمدن: رہن سہن کے انداز یا طریقے
شرمندۂ احسان: ممنون احسان، احسان مند

مفہوم: آپ ﷺ نے انسان کو اپنی سچی تعلیمات کے ذریعے مہذب اور خوددار بنایا۔ اس لیے تہذیب و تمدن آپ ﷺ کے ممنونِ احسان ہیں۔

تشریح:

اسلام سے قبل کے عرب معاشرے پر نظر غائر ڈالی جائی تو معلوم ہوگا کہ یہ معاشرہ تباہی کی آخری حدود کو چھو رہا تھا۔ اگر حضور ﷺ اس قوم میں مبعوث نہ ہوتے تو کوئی بڑی بات نہ تھی کہ چند ہی دنوں میں یہ معاشرہ صفحۂ ہستی سے ہمیشہ کے لیے نیست و نابود ہو جاتا۔ سیاسی تنظیم مفقود تھی۔ عرب کا کوئی متفقہ بادشاہ نہ تھا۔ ہر قبیلے کا الگ الگ سردار تھا۔ اوس اور خزرج کی لڑائیاں چالیس چالیس برس تک جاری رہتیں۔ ایک اونٹنی کے چرنے پر شروع ہونے والی لڑائی نے عرب کے کئی خاندانوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالا۔ شراب و جوا عام تھے۔ عورت کی کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ دشمن کا کلیجہ چبانا، قتل کے بعد آنکھیں نکالنا، کان کترنا، ناک اُڑا دینا اور کھوپڑی میں شراب پینا تو معمول بن چکا تھا۔

لیکن آپ ﷺ مبعوث ہوئے تو عرب کے معاشرے کی کایا پلٹ گئی۔ دنیا کی پراگندہ قوم محمد عربی ﷺ کے علم وحدانیت تلے متحد ہو گئی۔ اوس و خزرج بھائی بھائی بن گئے۔ انسان کو تہذیب سکھائی اور بنو مخزوم کی فاطمہ کا ہاتھ کاٹ کر "مساوات ہر کسی کے لیے" کا عملی ثبوت دیا۔ عورت کو ماں، بیوی اور بیٹی تینوں حیثیتوں سے مراتب عطا کیے گئے۔ انسانیت کا جذبہ استوار ہوا اور غلاموں سے بھی حسنِ سلوک ہونے لگا۔ بیوی کی عرب میں کوئی قدر و قیمت نہ تھی۔ لیکن حضور ﷺ نے اُسے گھر کی ملکہ قرار دیا۔ جنت کو ماں کے پاؤں کی خاک قرار دیا اور بیٹیوں کی پرورش کو جزائے خیر اور حصول جنت کا ذریعہ قرار دیا۔ یہ سب آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا۔

جس نے صحرا نشینوں کی تہذیب کی
جس نے اوراقِ فطرت کی ترتیب کی
کور چشموں کو اہلِ نظر کر دیا
راہزن تھے، انھیں راہبر کر دیا

عہدِ جاہلیت میں انسان کی اپنی عزت (خودداری) مجروح تھی۔ عزت نفس ختم ہو چکی تھی۔ کیا یہ انسان کی توہین نہ تھی کہ اشرف المخلوقات ہو کر مٹی کے بنے بتوں کو سجدے کرے اور نام نہاد بادشاہوں کے سامنے جھکے۔ یہ خودداری کی پامالی ہی تھی۔ اسلام نے اس سے منع کر دیا اور لوگوں کو عزت نفس عطا کی اور سختی سے منع کیا کہ اللہ کی بجائے ہرگز کسی کے سامنے سجدہ نہ کیا جائے۔

شاعر کہتا ہے کہ آپ ﷺ نے انسان کو تہذیب وتمدن کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ لہٰذا آج بھی تہذیب وتمدن آپ ﷺ کے شرمندۂ احسان ہیں۔ اور تہذیب کے نقوش آج بھی آپ ﷺ ہی کے دم سے قائم ہیں۔

احسان مند تیری تہذیب اب تلک ہے شائستگی سے تیری چمکا نصیب سب کا
اے اللہ کے حبیب ﷺ! اے اللہ کے حبیب ﷺ

آپ ﷺ سے پہلے کے انسان صرف غازیِ گفتار تھے۔ آپ ﷺ ہی کی تعلیم وتربیت کی بدولت انسان کو اپنے کہے پر عمل کرنے کا درس ملا اور اُسے یہ سلیقہ آیا۔

یہی وجہ ہے کہ صرف مسلمان ہی نہیں اغیار نے بھی اس امر کو تسلیم کیا۔ ایک انگریز دانش ور برنارڈ شا کہتا ہے ''اگر محمد ﷺ کو موجودہ زمانے کا خود مختار حاکم بنا دیا جائے تو دنیا کے تمام الجھے ہوئے مسائل حل ہو سکتے ہیں''۔

(6) رحمت کا یہ عالم ہے، مروت کا یہ انداز ماہر سا گنہگار ہے، وابستۂ داماں

حل لغت: رحمت: کرم، مہربانی عالم: کیفیت، حالت مروت: لحاظ وابستۂ داماں: دامن سے بندھا ہوا

مفہوم: آپ ﷺ کی رحمت اور محبت کی یہ کیفیت ہے کہ ماہر جیسے گنہگار شخص کو بھی اپنے دامنِ رحمت میں پناہ دے رکھی ہے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ وما ارسلنک الا رحمة للعلمین.

''ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر بھیجا''

حضور ﷺ سراپا رحمت تھے۔ آپ ﷺ نے ساری زندگی کسی کو بددعا نہ دی۔ طائف کے گمراہوں کو راہِ ہدایت دکھانے کے لیے تشریف لے گئے تو ان لوگوں نے آپ ﷺ کو لہولہان کر دیا۔ اس موقع پر حضرت جبرائیل تشریف لائے اور فرمایا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ اگر آپ فرمائیں تو ان سرکشوں کو دو پہاڑوں کے درمیان پیس دوں لیکن آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، اگر یہ اسلام نہیں لاتے تو کیا ہوا۔ آئندہ نسلیں تو ضرور ایمان لائیں گی۔ اس کے علاوہ اللہ سے دُعا کی ''اے اللہ اہلِ طائف کو ہدایت فرما یہ لوگ مجھے نہیں پہچانتے کہ میں ان کا خیر خواہ ہوں''۔ اور ایسا ہی ہوا آئندہ ادوار میں طائف کے بنو ثقیف قبیلے سے حجاج بن یوسف جیسا منتظم اور محمد بن قاسم جیسا عظیم سپہ سالار پیدا ہوا۔ فتح مکہ ہی کو لے لیجیے آپ ﷺ نے اپنے جانی دشمنوں کو معاف کر دیا اور انھیں واضح فرمایا کہ ''لاتثریب علیکم الیوم''۔ ہندہ جس نے حضرت حمزہؓ کا کلیجہ چبایا تھا اُسے بھی معاف کر دیا۔ آپ پر گھر کا کوڑا کرکٹ پھینکنے والی عورت کے ہاں آپ ﷺ عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک غیر مسلم کو جو آپ کو سوتے دیکھ کر برہنہ تلوار تھامے کھڑا ہو گیا۔ تلوار گرنے پر اُسے بھی معاف کر دیا۔ یہ آپ ﷺ کی دنیاوی رحمت کی چند جھلکیاں ہیں۔ بقول جاوید انجم لائل پوری:

وہ دو جہاں کے لیے ہیں رحمت
وہ بن کے خیر الانام آئے

لیکن بروزِ حشر جب کہ نفسانفسی کا عالم ہوگا۔ لوگ سرتاپا پسینے میں شرابور ہوں گے۔ کوئی نبی اللہ کے ہاں سفارش نہ کر سکتا ہوگا ایسے میں آپ ﷺ حساب کتاب کے اجرا کی سفارش کریں گے۔ امت کی پیاس بجھانے کے لیے حوضِ کوثر سے جامِ کوثر عطا فرمائیں گے۔ اپنی امت کے لیے شفاعت فرمائیں گے اور بالآخر تمام امت کو بخشوا کر دم لیں گے۔ شاعر کو آپ ﷺ کی رحمت سے امید ہے۔ لہٰذا وہ پُر اُمید ہے کہ حضور ﷺ کی شفاعت کے عوض وہ بھی آخرت میں کامیاب ہو جائے گا۔

بقولِ حالی:

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا　　مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا　　وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا
فقیروں کا ملجا، ضعیفوں کا ماوٰی　　یتیموں کا والی، غلاموں کا مولیٰ

مشقی سوالات

سوال 1: ''نعت'' کے متن کو مدنظر رکھتے ہوئے نیچے دیے گئے ہر سوال کے درست جواب کے شروع میں (✓) کا نشان لگائیں۔

(۱) جس نظم میں رسول اکرم ﷺ کی تعریف کی جائے اسے کیا کہتے ہیں؟

(الف) حمد ✓ (ب) نعت　(ج) منقبت　(د) قصیدہ

(۲) اس نعت کے شاعر کا نام کیا ہے؟

(الف) علامہ اقبالؒ　(ب) مولانا حالی　✓ (ج) ماہر القادری　(د) عبدالعزیز خالد

(۳) اس نعت میں ردیف کیا ہے؟

(الف) ایماں　(ب) احساں　(ج) داماں ✓ (د) ردیف ہے ہی نہیں

(۴) مندرجہ ذیل میں سے کون سا لفظ نعت کا قافیہ ہے؟

✓ (الف) گریزاں　(ب) فاقوں　(ج) اذاں　(د) اشکوں

سوال 2: مندرجہ ذیل شعر کی تشریح کیجیے۔

؎ کردار کا یہ حال، صداقت ہی صداقت　　اخلاق کا یہ رنگ کہ قرآں ہی قرآں

جواب: دیکھیے اشعار کی تشریح

سوال 3: مندرجہ ذیل شعر کا مرکزی خیال تحریر کیجیے۔

؎ انساں کو شائستہ و خوددار بنایا　　تہذیب و تمدن تیرے شرمندۂ احساں

جواب: حضورؐ نے اہل عالم کو تہذیب و شائستگی عطا فرما کر تہذیب و تمدن پر بڑا عظیم احساں فرمایا۔

سوال 4: نظم میں استعمال ہونے والے قافیوں کی نشاندہی کیجیے۔

جواب: ایماں، گریزاں، قرآں، جاں، سروساماں، احساں، داماں

سوال 5: مندرجہ ذیل الفاظ کا مفہوم لکھیں۔

جواب: دیکھیے اشعار کی لغت: